پشاور ہائی کورٹ کے فیصلوں میں دفعہ 4 مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء کی تعبیر و تشریح: ایک اسلامی و قانونی تجزیہ

Interpretation of Section 4 of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 in the Judgments of the Peshawar High Court: An Islamic and Legal Analysis

مریم بی بی*   ڈاکٹر حشمت بیگم**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v8i2.4

Received: Aug 13,2025
Accepted: Nov 15, 2025
Published: Dec,2025

Abstract

The promulgation of the Muslim Family Laws Ordinance in 1961 marked a significant milestone in Pakistan's family law framework. Section 4 of the Ordinance grants representative inheritance rights to the children of a predeceased son or daughter in the estate of their grandfather or grandmother, with the objective of providing financial protection to orphaned grandchildren, although this provision departs from the classical principles of Islamic inheritance. According to Islamic jurisprudence, particularly the Hanafi school of thought, inheritance is distributed only among living heirs, and the presence of a closer heir excludes a more remote one. On this basis, the Federal Shariat Court declared Section 4 to be repugnant to the Qur'an and Sunnah in 2000; however, due to a pending appeal before the Supreme Court, the provision remains in force

This study presents a comparative analysis of the inheritance rights of orphaned grandchildren within the framework of Islamic jurisprudence and Pakistani family law. An examination of Peshawar High Court judgments from 2017 to 2023 reveals inconsistencies in judicial interpretation and highlights the tension between statutory law and Shariah-based principles. Judicial precedents have, however, confined the application of Section 4 to the descendants of the predeceased child only. The Council of Islamic Ideology, in its recommendations of 1980 and 2006, proposed the doctrine of obligatory bequest

*پی ایچ ڈی اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور۔ maryambibi005@gmail.com
(Correspondence Author)
**ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور۔

(waṣiyyah wājibah) as a balanced solution that safeguards the rights of orphaned heirs without deviating from the Qur'anic system of inheritance. The study concludes that Section 4 should be viewed not merely as a departure from Shariah, but as a mechanism for promoting social justice, equity, and the protection of vulnerable groups. It further emphasizes that harmonization between legal and religious perspectives is essential for the development of a just and compassionate Islamic legal system.

Keywords: Inheritance, grandchildren, jurisprudence, , Muslim Family Laws, High Court decisions

تمہید

قیام پاکستان کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں وہ تمام قوانین جو متحدہ ہندوستان میں تعزیرات ہند کے نام سے جاری تھے، انہی پر عدالتی نظام جاری رہا۔ عائلی قوانین کے سلسلے میں سابق کا ظمی ایکٹ یا قانون انفساخ نکاح مسلمین 1939ء پر ہی عمل ہوتا رہا اور نئے حالات میں شریعت ایکٹ وغیرہ کی طرف توجہ مبذول نہ ہو سکی، لیکن 1955ء میں ایک واقعہ کے بعد حکومت پاکستان اس بات پر مجبور ہو گئی کہ وہ عائلی قوانین کی تدوین کے لیے ایک کمیشن مقرر کرے۔ اس خاص واقعے کی طرف اشارہ روزنامہ امروز نے اپنے اداریہ اشاعت 4مارچ 1961ء میں بھی کیا ہے[1]

محمد علی بوگرہ جب پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ انہوں نے اپنی پہلی بیوی حمیدہ بانو کی موجودگی میں اپنی ایک عرب نژاد سکیریٹری عالیہ بیگم سے شادی کر لی۔ ان کے مخالفین نے وزیر اعظم کی حیثیت کو گھٹانے کے لیے اور سوشل خواتین نے عورت کی مظلومیت اور قیام پاکستان کے بعد متحدہ ہندوستان کے تعزیری قوانین ہی پاکستان میں نافذ رہے۔ عائلی معاملات میں بھی 1939ء کا "قانونِ انفساخ نکاح مسلمین" جاری رہا، تاہم 1955ء میں ایک واقعے کے بعد حکومت کو شادی و عائلی قوانین کی اصلاح پر غور کرنا پڑا۔ یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب وزیر اعظم محمد علی بوگرہ نے اپنی پہلی بیوی حمیدہ بانو کی موجودگی میں اپنی سیکرٹری عالیہ بیگم سے دوسری شادی کر لی، جس پر عوام اور خواتین تنظیموں نے شدید رد عمل ظاہر کیا۔

اس کے نتیجے میں حکومت نے 14 اگست 1955ء کو "Marriage and Family Laws Commission" تشکیل دیا جس کے سربراہ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین تھے، جبکہ اراکین میں علماء اور خواتین شامل تھیں، جن میں مولانا احتشام الحق تھانوی بھی شامل تھے۔ کمیشن نے نکاح، طلاق، نان و نفقہ،

وراثت اور وصیت سے متعلق پچاس سوالات پر عوام وعلماء کی آراء طلب کیں۔ وراثت سے متعلق اہم سوال یہ تھا کہ کیا قرآن و حدیث میں کوئی نص موجود ہے جو یتیم پوتے یا نواسے کو میراث سے محروم کرتی ہو؟ کمیشن نے سفارش کی کہ یتیم پوتا دادا کی میراث میں حصہ دار ہے۔ اس سفارش پر علماء اور عوام نے سخت رد عمل ظاہر کیا۔ بعد ازاں حکومت نے اسلامک لاء کمیشن قائم کیا، مگر 1958ء کے مارشل لاء کے باعث معاملہ التوا کا شکار ہوگیا۔ 1959ء میں خواتین تنظیم اپوا (APWA) نے دوبارہ مطالبہ کیا کہ ان سفارشات کو نافذ کیا جائے۔ اس دباؤ کے تحت حکومت نے 2 مارچ 1961ء کو "Muslim Family Laws Ordinance" جاری کیا جو 15 جولائی 1961ء سے نافذ العمل ہوا[2]

یہی قانون آج تک پاکستان میں عائلی معاملات (نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ) کے بنیادی قانونی ڈھانچے کی بنیاد ہے۔

تحقیق کا طریقہ کار (Methodology of Research)

یہ تحقیق معیاری نوعیت کی ہے، جس میں **تحقیقی، تقابلی اور تجزیاتی** طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ مطالعہ کا بنیادی انحصار کتب،، **قانونی متون اور عدالتی فیصلوں** پر رکھا گیا۔ تحقیق میں قرآن مجید، احادیث نبوی ﷺ اور حنفی فقہ کی مستند کتب سے اصول وراثت کا مطالعہ کیا گیا۔ ریاستی سطح پر مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء، آئین پاکستان اور متعلقہ قوانین کا تجزیہ کیا گیا۔ عدالتی پہلو کے لیے پاکستان ہائی کورٹس کے منتخب فیصلوں 2017ء تا 2023ء کا مطالعہ کیا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو بھی تحقیق کا حصہ بنایا گیا۔ ڈیٹا کے تجزیے کے لیے **Comparative Legal Analysis** کے طریقے استعمال کیے گئے۔ تحقیق میں تاریخی پس منظر، قانونی ارتقا اور عملی نفاذ تینوں جہات کو مد نظر رکھا گیا۔ حاصل شدہ مواد کو منظم کر کے شرعی اصولوں اور موجودہ قانونی نظام کے درمیان تطبیق و اختلاف کی نشاندہی کی گئی، جس کی بنیاد پر نتائج اور سفارشات مرتب کی گئیں۔

پشاور ہائی کورٹ کے فیصلے اور تجزیہ Peshawar High Court Judgments and (Analysis)

کیس نمبر 1

فاضل جج: محمد یونس تہیم

عبدالحلیم اور دیگر—درخواست گزار

بمقابلہ

حبیب اللہ خان اور دیگر—مدعاعلیہان

سول ریویژن نمبر 16 B-آف 2007، فیصلہ 14 ستمبر 2015

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (1961)

دفعہ 4۔ مخصوص امدادی ایکٹ (1877)، دفعات 42اور 54

مرحومہ بیٹی کے قانونی ورثاء کا حصہ۔ دائرہ کار

مدعیان کا مؤقف تھا کہ وہ چونکہ مرحومہ بیٹی کے قانونی ورثاء ہیں، اس لیے وہ اپنے مورث/نانا کی وراثت میں حصے کے حق دار ہیں اور مدعاعلیہان کے حق میں ہونے والی وراثتی انتقالات دھوکہ دہی اور غیر قانونی ہیں۔

مدعاعلیہان کا مؤقف(Defendants' Stance / Plea)

مدعاعلیہان نے مؤقف اختیار کیا کہ مدعیان کا مورث اس وقت فوت ہو چکا تھا جب وراثت کا دروازہ کھلا۔ مزید یہ کہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کو وفاقی شرعی عدالت نے اسلامی احکام کے خلاف قرار دیا تھا۔

فیصلے کی قانونی حیثیت(Legal Status of the Judgment)

ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرحوم نے چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔ ان کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا ان کی زندگی میں ہی وفات پا چکے تھے، تاہم جب وراثت کی تقسیم ہوئی تو وہ اپنے بچوں کو چھوڑ کر گئے تھے۔ مرحومہ بیٹی کے بچوں اور زندہ بیٹی کو وراثت میں حصہ دیا گیا۔

مدعیان نے دعویٰ کیا کہ انہیں 1/8 حصہ دیا جائے، لیکن ان کا یہ مطالبہ قانونی طور پر درست نہیں تھا۔ چونکہ وہ ایک مرحومہ بیٹی کے بچے تھے، اس لیے انہیں بھی زندہ بیٹی کی طرح 1/9 حصہ ملنا تھا۔

ٹرائل کورٹ کی غلطی(Error of the Trial Court)

ابتدائی عدالت نے اس بنیاد پر غلطی کی کہ چونکہ مدعیان مرحومہ بیٹی کے بچے تھے، اس لیے وہ وراثت میں حصہ نہیں لے سکتے۔ حالانکہ اس وقت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل زیر التوا تھی اور اس فیصلے پر عمل درآمد معطل تھا۔

دفعہ 4 کی موجودگی(Existence of Section 4)

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 بدستور مؤثر اور نافذ العمل تھی اور موجودہ مقدمے پر لاگو ہوتی تھی۔

اپیلٹ کورٹ کا درست فیصلہ(Correct Decision of the Appellate Court)

نیچے کی عدالت نے ریکارڈ شدہ شواہد کا درست جائزہ لیا اور قانون کا صحیح اطلاق کیا۔ مزید برآں، چونکہ مرحومہ بیٹی کے بھائی کے ورثاء کو ان کے والد کا حصہ دیا گیا تھا، لہٰذا بیٹی بھی اپنے بھائی کے برابر شمار ہوگی۔

لہٰذا، اپیلٹ کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا گیا اور نظر ثانی درخواست مسترد کر دی گئی۔

سابقہ فیصلہ(Previous Judgment / Precedent)

PLD 2000 FSC 1 سے تفریق کی گئی۔

وکلاء(Lawyers / Counsel)

مدعیان کے وکیل: ح. ظفر اقبال

مدعاعلیہان کے وکیل: رستم خان کنڈی

تاریخ سماعت: 14 ستمبر 2015

فیصلہ(Judgment / Decision)

محمد یونس تہیم، جج Judge Muhammad Younas Tehmi

درخواست گزاران نے اس نظر ثانی درخواست کے ذریعے معزز ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج II-، لکی مروت کے 08.02.2007 کے فیصلے اور حکم نامے کو چیلنج کیا، جس کے ذریعے اپیل کو منظور کرتے ہوئے، 26.10.2005 کو دیے گئے ٹرائل کورٹ کے فیصلے اور حکم نامے کو کالعدم قرار دیا گیا اور حقیقی مدعا علیہان / مدعیان کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ کیا گیا۔

مقدمے کے مختصر حقائق(Brief Facts of the Case)

حبیب اللہ اور دیگر (مدعیان/درخواست گزاران) نے عبدالغفار وغیرہ (مدعا علیہان/درخواست گزاران) کے خلاف دعویٰ دائر کیا کہ وہ عبدالغفار ولد باز گل کی مرحومہ بیٹی، مسمات بی بی نور کے قانونی ورثاء ہونے کے ناطے، عبدالغفار کی جائیداد میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کے تحت 1/8 حصہ کے حق دار ہیں۔ مدعیان نے مؤقف اختیار کیا کہ وہ مقدمے میں شامل جائیداد کے مالک/شریک ہیں، اور 24.07.1993 کو عبدالغفار (مرحوم) کی وراثت سے متعلق انتقال نمبر 3504 اور موضع عمر تتر خیل اور تتر خیل گلی جان میں ان کی والدہ مسمات بی بی نور کے حصے سے متعلق انتقالات 313، 314 اور 315 دھوکہ دہی، فراڈ اور ملی بھگت پر مبنی ہیں، لہٰذا وہ غیر مؤثر اور کالعدم قرار دیے جائیں۔ یہ بھی مؤقف اختیار کیا گیا کہ اگر قبضہ ثابت نہ ہو، تو انہیں قبضہ دیا جائے، کیونکہ 1974 سے لے کر موجودہ وقت تک موضع عمر خیل اور تتر خیل گلی جان سے متعلق فرد جمع بندی غیر قانونی ہے اور ان کے حقوق کے خلاف ہے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ چونکہ وہ مسمات بی بی نور کے قانونی ورثاء ہیں، اور ان کی والدہ اپنے والد عبدالغفار کی وراثت سے محروم کر دی گئی تھیں، اس لیے انہیں 1/8 حصہ ملنا چاہیے۔ مدعیان نے مزید مؤقف اختیار کیا کہ عبدالغفار 1973 میں انتقال کر گئے تھے، لیکن ریونیو حکام کی ملی بھگت سے متنازعہ وراثتی انتقال نمبر 3504 درج کیا گیا۔ انہوں نے استدعا کی کہ عبدالغفار کے وراثتی انتقال نمبر 3504 اور اس سے جڑے 313، 314 اور 315 نمبر انتقالات کو باطل اور غیر مؤثر قرار دیا جائے۔ مزید یہ کہ مدعا علیہان نمبر 1 تا 23 کو بارہا کہا گیا کہ وہ وراثتی انتقال کو منسوخ کریں اور مدعیان کو ان کا جائز حصہ دیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، جس کے نتیجے میں یہ دعویٰ دائر کیا گیا۔

مدعاعلیہان کا جواب(Defendants' Reply / Written Statement)

مدعاعلیہان نمبر 5 اور 12 عدالت میں پیش ہوئے اور تحریری جواب داخل کیا، جس میں کئی قانونی اور حقائق پر مبنی اعتراضات اٹھائے گئے۔

عدالتی کارروائی(Court Proceedings)

دونوں فریقین کی متضاد درخواستوں پر 12 نکات پر مبنی سوالات طے کیے گئے، جن میں دعوے سے متعلق نکات بھی شامل تھے۔ فریقین نے عدالت میں اپنے حق میں اور خلاف شواہد پیش کیے، جن کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔

ٹرائل کورٹ کا فیصلہ (Trial Court's Judgment)

عدالت نے شواہد اور وکلاء کے دلائل سننے کے بعد 26.10.2005 کو مدعیان کا دعویٰ مسترد کر دیا۔

اپیلٹ کورٹ کا فیصلہ (Appellate Court's Judgment)

مدعیان نے ٹرائل کورٹ کے مذکورہ فیصلے اور حکم نامے کے خلاف اپیل دائر کی، جسے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج II-، لکی مروت نے قبول کر لیا۔ 08.02.2007 کے فیصلے اور حکم نامے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے مدعیان کے مقدمے کو 1/9 حصے تک منظور کر لیا گیا۔

نظرثانی درخواست (Review Petition)

مدعا علیہان / درخواست گزاران اپیلٹ کورٹ کے فیصلے سے مطمئن نہ تھے، لہٰذا انہوں نے موجودہ نظرثانی کی درخواست دائر کی۔

درخواست گزاران کے وکیل کے دلائل (Arguments of Petitioners' Counsel)

درخواست گزاران کے وکیل نے مؤقف اختیار کیا کہ اپیلٹ کورٹ کا فیصلہ قیاس آرائیوں پر مبنی ہے اور اس میں بنیادی قانونی خامیاں اور بے ضابطگیاں موجود ہیں۔ انہوں نے دلیل دی کہ جب عبد الغفار (مرحوم) کی وراثت کھلی، اس وقت مدعیان کا مورث (والدہ) پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اس لیے عبد الغفار کی جائیداد کسی زندہ فرد کو منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ انہوں نے مزید مؤقف اختیار کیا کہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کو وفاقی شرعی عدالت نے اسلامی احکام کے خلاف قرار دیا ہے، اس لیے وراثت کی تقسیم میں کسی ابہام کی گنجائش نہیں۔

مدعیان کے وکیل کا جواب (Reply of Plaintiffs' Counsel)

مدعیان کے وکیل نے اپیلٹ کورٹ کے فیصلے کا مکمل دفاع کیا اور مؤقف اختیار کیا کہ فیصلہ قانون کے مطابق ہے۔

عدالتی جائزہ(Judicial Review / Examination)

عدالت نے مقدمے کے تمام ریکارڈ اور فریقین کے وکلاء کے دلائل کو غور سے سنا اور زیر بحث حقوق کا باریک بینی سے جائزہ لیا۔

عدالتی مشاہدہ(Judicial Observation)

ریکارڈ کے مطابق، عبدالغفار 1973 میں انتقال کر گئے اور انہوں نے چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی تھیں۔ ان کی ایک بیٹی مسمات بی بی نورا اور ایک بیٹا محمد خان ان کی زندگی میں ہی وفات پا چکے تھے، تاہم ان کے بچے زندہ تھے جب 24.07.1973 کو وراثتی انتقال نمبر 3504 درج ہوا۔

وراثت کی تقسیم میں مرحوم بیٹے (محمد خان) کے بچوں کو 2/9 حصہ دیا گیا۔ زندہ بیٹی (بی بی ہوا) کو بھی 2/9 حصہ دیا گیا۔ مدعیان نے 1/8 حصے کا دعویٰ کیا تھا، جو قانونی طور پر غلط تھا۔ مدعیان کو بھی بی بی ہوا کی طرح 1/9 حصہ ملنا چاہیے تھا۔

ٹرائل کورٹ کی غلطی(Mistake of the Trial Court)

ٹرائل کورٹ نے "PLD 2000 وفاقی شرعی عدالت صفحہ 1" کے مقدمے پر انحصار کرتے ہوئے مدعیان کا مقدمہ مسترد کیا، جس میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کو اسلامی احکام کے خلاف قرار دیا گیا تھا۔ تاہم، یہ نظیر اس مقدمے پر لاگو نہیں ہوتی تھی، کیونکہ مدعیان (مرحومہ بیٹی کے بچے) وراثتی انتقال نمبر 3504 میں خارج کر دیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ، وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے پر سپریم کورٹ میں نظر ثانی زیر التوا ہے اور اس کا نفاذ معطل ہے، لہٰذا دفعہ 4 بدستور مؤثر اور نافذ العمل ہے اور موجودہ مقدمے پر پورے طور پر لاگو ہوتی ہے۔

حتمی فیصلہ(Final Judgment)

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر، معزز اپیلٹ کورٹ نے ریکارڈ پر موجود شواہد کا درست جائزہ لیا اور موجودہ قوانین کا صحیح اطلاق کرتے ہوئے 08.02.2007 کے فیصلے اور حکم نامے میں درست نتیجے تک پہنچا۔ مزید برآں، چونکہ مرحوم بیٹے (محمد خان) کے ورثاء کو ان کے والد کا حصہ دیا گیا تھا، اسی طرح مدعیہ

مسمات بی بی نور بھی اپنے بھائی کے برابر حق دار تھی۔ درخواست گزاران / مدعاعلیہان کے وکیل یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے کہ 08.02.2007 کے فیصلے میں کوئی غلطی، بے ضابطگی، شواہد کے غلط تجزیے یا دائرہ اختیار کی خلاف ورزی موجود ہے، جو اس میں مداخلت کا جواز فراہم کر سکے۔ لہٰذا، اپیلٹ کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے، اور نظر ثانی درخواست کسی قانونی جواز سے محروم ہونے کی بنا پر مسترد کی جاتی ہے۔[3]

تجزیہ:Analysis

یہ مقدمہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کے اطلاق اور قانونی حیثیت کے گرد گھومتا ہے، جس میں مرحومہ بیٹی کے بچوں کے وراثتی حقوق کا سوال اٹھایا گیا تھا۔ عدالت نے درج ذیل اہم نکات پر فیصلہ کیا.

1. وراثتی حقوق کی تقسیم:Distribution of Inheritance Rights

مدعیان (مرحومہ بیٹی کے بچے) نے اپنے نانا عبدالغفار کی جائیداد میں 1/8 حصے کا دعویٰ کیا، لیکن عدالت نے یہ تسلیم کیا کہ انہیں زندہ بیٹی کے برابر 1/9 حصہ ملنا چاہیے، کیونکہ مرحوم بیٹے کے ورثاء کو بھی 2/9 حصہ ملا تھا۔

ٹرائل کورٹ نے مدعیان کا دعویٰ مسترد کر دیا تھا، تاہم اپیلٹ کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا اور انہیں 1/9 حصہ دینے کا حکم دیا۔

2. دفعہ 4 کی قانونی حیثیت:Legal Status of Section 4

مدعاعلیہان نے مؤقف اختیار کیا کہ وفاقی شرعی عدالت نے PLD 2000 FSC 1 میں دفعہ 4 کو اسلامی احکام کے خلاف قرار دیا تھا، اس لیے مدعیان کو وراثت میں حصہ نہیں مل سکتا۔ عدالت نے تسلیم کیا کہ دفعہ 4 پر سپریم کورٹ میں نظر ثانی زیر التوا ہے، اور جب تک سپریم کورٹ کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیتی، یہ دفعہ مؤثر اور نافذ العمل ہے۔[4]

3. ٹرائل کورٹ کی غلطی:Error of the Trial Court

ٹرائل کورٹ نے غلط طور پر دفعہ 4 کے خاتمے کو بنیاد بنا کر مدعیان کے حق میں فیصلہ نہیں دیا، حالانکہ اس فیصلے کا اطلاق زیر بحث مقدمے پر نہیں ہوتا تھا۔ اپیلٹ کورٹ نے قانون کا درست اطلاق کرتے ہوئے مدعیان کو ان کا قانونی حق دیا، اور نظر ثانی درخواست مسترد کر دی گئی۔

یہ فیصلہ اس بات کی توثیق کرتا ہے کہ جب تک دفعہ 4 سپریم کورٹ کے کسی حتمی فیصلے سے کالعدم قرار نہیں دی جاتی، یہ بدستور مؤثر اور قابلِ نفاذ ہے۔ اپیلٹ کورٹ کا فیصلہ قانونی طور پر درست قرار دیا گیا، اور نظر ثانی درخواست مسترد کر دی گئی۔

اسلامی نقطہ نظر سے وراثت کا نظام قرآن و سنت پر مبنی ہے، اور اس میں ہر وارث کا حصہ متعین کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ النساء (آیت 11-12) میں واضح اصول دیے گئے ہیں کہ وارثوں کو کس طرح حصہ دیا جائے گا[5]

1. مرحومہ بیٹی کے بچوں کا حق Right of Deceased Daughter's Children

اسلامی شریعت کے مطابق، جب کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کی جائیداد اس وقت زندہ وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اگر کوئی بیٹی اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو جائے، تو عام طور پر اس کے بچے نانا (دادا کی طرح) کی جائیداد میں براہِ راست وارث نہیں بنتے، کیونکہ وراثت کا حق صرف زندہ اولاد کو ملتا ہے۔ تاہم، اگر کوئی قانونی ترمیم (جیسے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4) کسی مرحومہ اولاد کے بچوں کو حصہ دیتی ہے، تو یہ شریعت کی رو سے قابل بحث مسئلہ بن جاتا ہے۔

2. اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت کا موقف

Opinion of the Council of Islamic Ideology and Federal Shariat Court

وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلے میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کو شریعت کے خلاف قرار دیا تھا، کیونکہ یہ اصول اسلامی وراثتی قوانین سے مطابقت نہیں رکھتا۔ شریعت میں "اولاد کی موجودگی میں پوتے، پوتیوں یا نواسے، نواسیوں کو وراثت میں شامل نہیں کیا جاتا" جب تک کہ دادا کی طرف سے وصیت نہ کی گئی ہو۔ تاہم، اس فیصلے پر نظر ثانی کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل زیر التوا رہی، جس کی وجہ سے دفعہ 4 قانونی طور پر نافذ العمل رہی۔

3. اگر صرف اسلامی اصولوں کو دیکھا جائے، تو نواسے اور نواسیاں (یعنی بیٹی کے بچے) اپنے نانا کی وراثت میں براہِ راست حق دار نہیں ہوتے، کیونکہ وراثت کے تقسیم کے وقت ان کی والدہ (نانا کی بیٹی) زندہ نہیں تھی۔

البتہ، اگر کوئی قانون (جیسا کہ دفعہ 4) ان کے لیے حصہ مقرر کرتا ہے، تو وہ قانون ریاستی سطح پر نافذ ہو سکتا ہے، لیکن اسلامی اصولوں کے مطابق اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی فقہ میں ایک متبادل حل "وصیت بالثلث" (وصیت 3/1 حصہ تک) کی صورت میں ممکن ہے، جس کے تحت دادا اپنی زندگی میں وصیت کر سکتا ہے کہ اس کے مرحوم بیٹے یا بیٹی کے بچے کچھ حصہ پائیں۔

4. عدالت کے فیصلے کا اسلامی تجزیہ Islamic Analysis of the Court's Judgment

عدالت نے فیصلہ مسلم عائلی قوانین کے تحت دیا، جہاں دفعہ 4 موجود تھی اور اس پر عمل درآمد معطل نہیں تھا۔

اگر خالصتاً اسلامی اصولوں کے مطابق دیکھا جائے، تو عدالت کا فیصلہ شرعی قوانین کے خلاف ہو سکتا ہے، کیونکہ اسلامی وراثت میں نواسے اور نواسیاں نانا کی وراثت کے براہ راست حق دار نہیں ہوتے۔ تاہم، اگر ریاستی قانون میں دفعہ 4 کو جائز قرار دیا گیا تھا اور اس پر عمل درآمد ہو رہا تھا، تو عدالت نے اسے لاگو کرنا ضروری سمجھا۔ اگر اسلامی قوانین کو دیکھا جائے، تو اس کیس میں نانا کی وراثت نواسوں اور نواسیوں کو نہیں ملنی چاہیے تھی، کیونکہ ان کی والدہ نانا کی زندگی میں وفات پا چکی تھی۔ لیکن چونکہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 لاگو تھی، اس لیے عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے، اگر کسی کو اس تقسیم پر اعتراض ہو، تو وہ شرعی عدالت یا سپریم کورٹ سے رجوع کر سکتا ہے، تاکہ شرعی اصولوں کے مطابق حتمی فیصلہ ہو سکے۔

کیس نمبر 2

محمد نعیم انور، جج کے روبرو

مسماۃ حیات بیگم – درخواست گزار

بمقابلہ

رحمان ملک اور دیگر – فریقین

سول نظر ثانی نمبر 441 M- آف 2019، فیصلہ: 23 جون 2022

(الف) مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (VIII) آف 1961

دفعہ 4-وراثت-متوفی بیٹے کی بیوہ-استحقاق-دائرہ کار

درخواست گزار نے ایک دعویٰ دائر کیا کہ وہ چونکہ مورث کے متوفی بیٹے کی بیوہ ہے، اس لیے اپنے سسر کی وراثت میں حق دار ہے۔

فیصلہ:):(Judgment / Decision)

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 سے واضح ہوتا ہے کہ مقننہ کا مقصد متوفی بیٹے یا بیٹی کے بچوں کی تکلیف کو دور کرنا تھا تاکہ وہ اپنے مورث کی وراثت میں اس طرح حصہ لے سکیں جیسے ان کے والد یا والدہ وفات کے وقت زندہ ہوتے۔ یہ سوال کہ آیا متوفی بیٹے یا بیٹی کے دیگر قانونی ورثاء بھی اس دفعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، متنازعہ رہا ہے۔ تاہم، دفعہ 4 کی تشریح اسی مقصد کے مطابق کی جا سکتی ہے جس کے لیے اسے نافذ کیا گیا تھا۔ یہ فائدہ صرف متوفی کے بیٹوں اور بیٹیوں کے لیے ہے، جبکہ دیگر قانونی ورثاء (جیسا کہ متوفی بیٹے کی بیوہ) مورث (دادا یا دادی) کی وراثت میں حق دار نہیں ہیں، کیونکہ وہ نہ تو حصہ دار ہیں اور نہ ہی عصبہ۔ لہٰذا، اگر کسی کا شوہر اپنی ماں یا باپ کی زندگی میں وفات پا جائے، تو وہ بیوہ اپنے سسر یا ساس کی وراثت میں حق دار نہیں ہوتی.

(ب) مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (VIII) آف 1961-

دفعہ 4- آئین پاکستان کا آرٹیکل 203 - D-وراثت-وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات-دائرہ کار

دفعہ 4 کو وفاقی شرعی عدالت نے "اللہ رکھا بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان (PLD 2000 FSC 1)" کیس میں اسلامی احکامات کے منافی قرار دیا تھا، لیکن آئین کے آرٹیکل 203 D(2)-کے تحت جب تک سپریم کورٹ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل زیر سماعت ہے، یہ قانون مؤثر رہے گا۔

(ج) مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (VIII) آف 1961-

دفعہ 4- مسلم پرسنل لاء (شریعت) اطلاق ایکٹ 1962، دفعہ 2-"پرسٹرپس" کا اصول-دائرہ کار

دفعہ 4 کا مقصد پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی مشکلات کو کم کرنا ہے، لیکن اس کی ایسی تشریح نہیں کی جا سکتی جو دوسرے ورثاء کے حصے کو کم کر دے۔

(د) مسلم عائلی قوانین آرڈیننس VIII) آف 1961-

دفعہ 4-وراثت-دائرہ کار

متوفی بیٹے یا بیٹی کے بچے اپنے دادا یا دادی کی وراثت میں حصہ لے سکتے ہیں، لیکن یہ قرآن مجید میں دیے گئے حصوں کے تابع ہو گا۔ اگر دفعہ 4 کے تحت تقسیم شرعی اصولوں سے متصادم ہو تو شریعت کو فوقیت دی جائے گی۔

وکیل برائے درخواست گزار: سید عبد الحق

سماعت کی تاریخ: 23جون2022

فیصلہ(Judgment / Decision)

محمد نعیم انور، جج(Judge Muhammad Naeem Anwar)

یہ درخواست، جو کہ ضابطہ دیوانی 1908 (.C.P.C) کی دفعہ 115 کے تحت دائر کی گئی ہے، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، سمرباغ کیمپ کورٹ لال قلعہ، ضلع دیر زیریں کے 22.04.2019 کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف دائر کی گئی ہے، جس کے ذریعے فریقین کی اپیل منظور کی گئی اور سول جج / علاقہ قاضی، لال قلعہ، ضلع دیر زیریں کی 30.05.2018 کی جزوی ڈگری کو کالعدم قرار دے کر درخواست گزار کے دعوے کو خارج کر دیا گیا۔

پس منظر(Background)

درخواست گزار مسماۃ حیات بیگم، زوجہ مومن خان، نے ایک دعویٰ دائر کیا کہ وہ چونکہ مومن خان (جو کہ کامن ملک کا متوفی بیٹا تھا) کی بیوہ ہے، اس لیے وہ اپنے سسر کامن ملک کی وراثت میں حق دار ہے۔ فریقین نے اپنے تحریری بیان میں مختلف قانونی وحقائق پر مبنی اعتراضات دائر کیے۔

ثبوت کی تکمیل کے بعد، ٹرائل کورٹ نے 30.05.2018 کے فیصلے کے ذریعے قرار دیا کہ درخواست گزار کو صرف اپنے شوہر مومن خان کی وراثت میں 4 / 1 حصہ ملے گا، لیکن وہ اپنے سسر کامن ملک کی جائیداد میں حق دار نہیں کیونکہ وہ متوفی بیٹے کی بیوہ ہے اور مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کے تحت اسے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اس حد تک مقدمہ خارج کیے جانے پر درخواست گزار نے اپیل دائر کی، لیکن اس کی اپیل مسترد کر دی گئی، جبکہ فریقین کی اپیل کو 22.04.2019 کے فیصلے کے ذریعے

منظور کر لیا گیا اور یوں درخواست گزار کا مقدمہ مکمل طور پر خارج کر دیا گیا، جس کے خلاف یہ نظر ثانی درخواست دائر کی گئی۔

بحث اور قانونی نکات (Discussion and Legal Points)

16.06.2022 کو درخواست گزار کے وکیل کو ہدایت دی گئی کہ وہ اس معاملے پر عدالت کی معاونت کریں کہ آیا متوفی بیٹے کی بیوہ دفعہ 4 کے تحت کیسے حق دار ہو سکتی ہے؟

درخواست گزار کے وکیل نے "مسماۃ بھاگے بی بی بنام مسماۃ رضیہ بی بی (2005 SCMR 1595) " اور "میاں مظہر علی بنام طاہر سرفراز (PLD 2011 لاہور 23) " کیسز پر انحصار کرتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ سپریم کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ کے فیصلوں کی روشنی میں درخواست گزار اپنے سسر کا من ملک کی وراثت میں حق دار ہے۔

عدالتی تجزیہ(Judicial Analysis)

عدالت نے درخواست گزار کے وکیل کے دلائل کا جائزہ لیا اور ریکارڈ کا مطالعہ کیا۔ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 کو وفاقی شرعی عدالت نے "اللہ رکھا بنام وفاق پاکستان (PLD 2000 FSC 1) " کیس میں اسلامی احکام کے منافی قرار دیا تھا۔ تاہم، آئین پاکستان کے آرٹیکل 203-D(2) کے تحت جب تک سپریم کورٹ میں اپیل زیر التوا ہے، یہ قانون مؤثر رہے گا۔ سپریم کورٹ نے "مسماۃ فضیلت جان بنام سکندر (PLD 2003 SC 475) " کیس میں قرار دیا کہ دفعہ 4 کے تحت پوتا یا پوتی اپنے دادا کی وراثت میں حصہ لے سکتے ہیں، کیونکہ سپریم کورٹ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل زیر سماعت ہونے کی وجہ سے شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد مؤخر ہو گیا ہے۔

بیوہ کا وراثتی حق؟

دفعہ 4 کا مقصد صرف متوفی بیٹے یا بیٹی کے بچوں کی مدد کرنا ہے، نہ کہ دیگر ورثاء کو فائدہ دینا۔ اس دفعہ کی تشریح صرف اسی دائرہ کار میں کی جا سکتی ہے، جس کے لیے اسے نافذ کیا گیا تھا۔ بیوہ کو نہ تو قرآن کی رو سے اور نہ ہی اسلامی وراثتی قوانین کے تحت اپنے سسر یا ساس کی وراثت میں کوئی حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ نہ تو "حصہ دار (sharer) " ہے اور نہ ہی "عصبہ (residuary) "۔ لاہور ہائی کورٹ نے "حاجی محمد حنیف بنام محمد ابراہیم (2005 MLD 1) " کیس میں واضح کیا کہ دفعہ 4 صرف متوفی بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو فائدہ

پہنچاتی ہے، نہ کہ ان کی بیوہ کو۔ سپریم کورٹ نے "سیف الرحمن بنام شیر محمد (2007 SCMR 387) " میں حتمی فیصلہ دیا کہ متوفی بیٹے کی بیوہ کو اس کے سسر کی وراثت میں کوئی حق حاصل نہیں۔

لہٰذا، درخواست گزار کے وکیل کا "میاں مظہر علی" اور "بھاگے بی بی" کیسز پر انحصار غیر مؤثر ہے۔

نتیجہ (Conclusion)

چونکہ دفعہ 4 صرف پوتے پوتیوں کے فائدے کے لیے نافذ کی گئی تھی اور متوفی بیٹے کی بیوہ کو اس میں کوئی حق نہیں دیا گیا، اس لیے درخواست گزار کا مقدمہ بے بنیاد ہے۔ لہٰذا، یہ درخواست ابتدائی سماعت میں ہی مسترد کی جاتی ہے۔ فیصلہ: درخواست خارج[6]

تجزیہ:Analysis:

یہ عدالتی فیصلہ PLD 2023 Peshawar 6 ایک اہم قانونی نکتہ واضح کرتا ہے

1. بنیادی قانونی سوال: کیا پیشتر بیٹے کی بیوہ اپنے سسر (یعنی متوفی کے والد) کی وراثت میں حصہ دار ہو سکتی ہے؟

مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کے سیکشن 4 کا اطلاق صرف پوتے پوتیوں پر ہوتا ہے، تاکہ وہ اپنے دادا کی جائیداد میں وہی حصہ پائیں جو ان کے والد یا والدہ کو ملنا چاہیے تھا اگر وہ زندہ ہوتے۔ پیشتر بیٹے کی بیوہ کو اپنے سسر کی جائیداد میں کوئی حق حاصل نہیں ہے، کیونکہ وہ سیکشن 4 کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ مختلف عدالتی نظائر (خصوصاً MLD 12005 اور SCMR 3872007) میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا کہ پیشتر بیٹے کی بیوہ کو سسر کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ملے گا وفاقی شریعت کورٹ نے 2000 میں سیکشن 4 کو اسلام کے اصولوں کے خلاف قرار دیا تھا، مگر یہ فیصلہ ابھی سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ جب تک سپریم کورٹ کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیتی، سیکشن 4 ابھی بھی نافذ العمل ہے۔ اگر قرآن وسنت کے اصولوں اور سیکشن 4 میں کوئی تضاد ہو تو اسلامی قانون کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست مسترد کر دی گئی کیونکہ درخواست گزار (مسماۃ حیات بیگم) کا سسر کی وراثت میں کوئی قانونی حق نہیں بنتا۔ سیکشن 4 کا اطلاق صرف پوتے پوتیوں تک محدود ہے، اور بیوہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ یہ فیصلہ مستقبل کے وراثتی کیسز کے لیے نظیر (precedent) بن سکتا ہے، خصوصاً وہ کیسز جہاں پیشتر بیٹے کی بیوہ جائیداد کے حق کا دعویٰ کرے۔ یہ ایک

اہم عدالتی وضاحت ہے جو مسلم فیملی لاز اور اسلامی قانون کے دائرہ کار کو بہتر سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ نقطہ نظر سے، وراثت کی تقسیم قرآن اور حدیث کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کا سیکشن 4 ایک قانونی ترمیم تھی جس کے تحت پوتے اور پوتیوں کو دادا یا دادی کی وراثت میں حصہ دیا گیا، تاکہ اگر ان کے والد یا والدہ پہلے وفات پا چکے ہوں تو وہ حصہ نہ کھو بیٹھیں۔

اسلامی شریعت اور سیکشن 4(Islamic Shariah and Section 4)

شریعت کے مطابق وراثت اسلامی قانون میں وراثت (میراث) قرآن میں تفصیلی طور پر بیان کی گئی ہے (سورہ النساء، آیات 11-12، 176) اس کے مطابق: بیٹے کو بیٹی کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملتا ہے۔ اگر بیٹا فوت ہو جائے تو اس کے بیٹے (یعنی دادا کا پوتا) براہ راست دادا کی وراثت میں حصہ دار نہیں ہوتا، بلکہ وراثت براہ راست زندہ وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ بیوہ کو اپنے شوہر کی جائیداد میں 1/4 یا 1/8 حصہ ملتا ہے (بچوں کی موجودگی پر 1/8 اور بغیر بچوں کے 1/4[7]

سیکشن 4 کا اختلاف Controversy regarding Section 4.

وفاقی شریعت کورٹ نے 2000 میں فیصلہ دیا کہ سیکشن 4 اسلامی اصولوں کے خلاف ہے کیونکہ یہ قرآن کے مقرر کردہ وراثت کے اصولوں سے مختلف ہے۔ سپریم کورٹ میں اپیل زیر سماعت ہونے کے باعث سیکشن 4 تاحال نافذ العمل ہے۔ اسلامی شریعت میں پوتے کو دادا کی جائیداد میں تبھی حصہ ملتا ہے اگر بیٹے (پوتے کے والد) کا کوئی بھائی نہ ہو، ورنہ ترکہ بیٹے کے بھائیوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ بیٹے کی بیوہ (یعنی پیشتر بیٹے کی بیوہ) کا سسر (یعنی شوہر کے والد) کی وراثت میں کوئی شرعی حق نہیں کیونکہ وہ مرحوم بیٹے کی قانونی وارث تھی، لیکن سسر کی براہ راست وارث نہیں بنتی۔

یہی اصول مختلف عدالتی فیصلوں میں بھی تسلیم کیا گیا ہے، مثلاً 2007SCMR 387، 2005 MLD 1 وغیرہ۔ شریعت کے مطابق، پیشتر بیٹے کی بیوہ کو اپنے سسر کی جائیداد میں کوئی حق نہیں کیونکہ وہ دادا کے "اصلی" وارثوں میں شمار نہیں ہوتی۔ پاکستانی عدالتی نظام میں بھی یہ اصول برقرار ہے، اور اسی بنیاد پر مسماۃ حیات بیگم کا مقدمہ مسترد کر دیا گیا۔ لہٰذا، اسلامی قوانین کے تحت وراثت کی تقسیم میں "پیر اسٹرائپس" (Per Stripes) کا اصول لاگو نہیں ہوتا، بلکہ براہ راست وراثت دی جاتی ہے، اور بیٹے کی بیوہ کو سسر کی جائیداد میں کوئی حق نہیں ملتا۔

کیس نمبر 3

قبل از محمد اعجاز خان، جے محترمہ مسرت۔ مدعی

مقابلہ

عزیز احمد اور دیگر – مدعاعلیہ

سیول نظر ثانی نمبر M371–،2020، فیصلہ مورخہ 31 اکتوبر 2022۔

(الف) اسلامی قانون Islamic Law

طلاق مؤثر ہونے کی شرائط، مرض الموت میں طلاق، بیوہ، وراثت کا حق، اگر طلاق رجعی (طلاق احسن اور طلاق حسن) ایام مرض الموت میں دی جائے تو اس کا بیوی کے شوہر کی میراث میں حصہ کے حق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اگر شوہر اس کی عدت مکمل ہونے سے قبل انتقال کر جائے اور اگر طلاق یا تو موت کے بستر پر دی جائے تو اس کا بھی بیوی کے حق میں شوہر کی میراث پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اگر ایسا شوہر اپنی بیوی کی عدت مکمل ہونے سے قبل وفات پا جائے۔

دکتور تنزیل الرحمٰن اور نذیر محمد و دیگر بمقابلہ محترمہ شاہدہ بیگم و دیگر، پی ایل ڈی 1974 ایس سی 22

(ب) مسلم فیملی لاز آرڈیننس (VIII) آف 1961

سیکشن 7 تحریری طلاق مؤثر ہونے کی اصول طلاق کی تقریر اور اس کی مؤثریت، خواہ طلاق نامہ تحریر میں لائی جائے یا زبانی طور پر دی جائے، دیگر قانونی ضروریات اور ضمنی نتائج کو مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کے سیکشن 7 کے تحت منظم کیا گیا ہے۔

(ج) اسلامی قانون

وراثت، حدود، مسلمان کی میراث اسلامی قانون کے تحت اس کے انتقال کے وقت ہی کھلتی ہے. تمام قانونی ورثا جو اس کی وفات کے دن زندہ ہوں، اپنے اپنے حصے کے حق دار بن جاتے ہیں۔

(د) سیکیشن ایکٹ (XXXIX) آف 1925

سیکشن 372، مسلم فیملی لاز آرڈیننس VIII آف 1961 (، سیکشن 7، سول پروسیجر کوڈ V) آف 1908 (، سیکشن 115، وراثتی سرٹیفیکیٹ --- طلاق، ثبوت، مدعی نے اپنے مرحوم شوہر کی وراثت میں اپنا حصہ دعویٰ کیا۔ مدعاعلیہ نے مدعی کے دعوے کی مخالفت اس بنیاد پر کی کہ اسے مرحوم شوہر کے

زندہ ہوتے ہوئے طلاق دی گئی تھی trial court اور Lower Appellate Court نے یکساں طور پر مدعی کے حق میں فیصلہ مسترد کیا۔ صحت۔ نہ تو تحریر کرنے والا شخص اور نہ ہی نوٹری پبلک مرحوم کو جانتے تھے طلاق نامہ کے تحریر کرنے والے نے بیان دیا کہ مرحوم کو اس کے بیٹے نے شناخت کیا جو کہ پٹواری تھا اور اسی وجہ سے طلاق نامہ کے ممکنہ فائدہ اٹھانے والے شخص نے اس کی تصدیق کی، جبکہ اس عمل میں کسی آزاد اور قابل اعتماد فرد کو شامل نہیں کیا گیا۔ مرحوم کی شناخت اس تحریری عمل کے وقت سچے اور اعتماد بخش شواہد کے ذریعے ثابت نہیں کی گئی ہائی کورٹ نے اپنی نظر ثانی کی طاقت استعمال کرتے ہوئے ٹرائل کورٹ اور لوئر اپیلیٹ کورٹ کے فیصلوں کو کالعدم قرار دیا اور مدعی کو اپنے مرحوم شوہر کی میراث میں اس کے شرعی حصے کا حق دار قرار دیا، ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کو ہدایت کی کہ وہ سابقہ وراثتی سرٹیفکیٹ کو منسوخ کرے اور مدعی کو مرحوم کے تمام دیگر قانونی ورثا کے ساتھ اس کے حصہ کے طور پر نیا وراثتی سرٹیفکیٹ جاری کرے نظر ثانی منظور کرلی گئی۔

مشتاق احمد اور دیگر بمقابلہ محترمہ ست بھاری اور 5 دیگر 1994 ایس سی ایم آر 1720

سید علی نواز گڑیزی بمقابلہ لیفٹیننٹ کرنل یوسف، پی ایل ڈی 1963 ایس سی 51

سردار اور دیگر بمقابلہ محمد خان عرف مولا اور دیگر 2003 ی ایل آر 2623

مدعی کے وکیل: جہانزیب (بونیر)

مدعاعلیہ کے وکیل: حیدر علی خان

سننے کی تاریخ: 31 اکتوبر 2022

اکتوبر 2022

فیصلہ (Judgment / Decision)

محمد اعجاز خان، جج، اس موجودہ سویل ریوژن پٹیشن کے ذریعے درخواست گزار، محترمہ مسرت نے عدالت کے زیلی جج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج / III-ازافی ضلعی قاضی سوات کے 13 نومبر 2020 کے حکم اور فیصلے کو چیلنج کیا ہے، جس میں درخواست گزار کی اپیل مسترد کر دی گئی اور اس کے نتیجے میں سوات کے سینیئر سول جج / نگراں جج سوات کے 24 جنوری 2020 کے فیصلے کو برقرار رکھا گیا، جس میں انہوں نے مدعیان نمبر 1 تا 10 کی درخواست پر وراثت سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی اجازت دی تھی جبکہ درخواست

گزار، محترمہ مسرت کو اس کے شوہر شاہ بخت روان کی وراثت میں حصہ دینے سے انکار کیا گیا، یہ کہہ کر کہ وہ طلاق یافتہ بیوہ ہیں۔

مقدمے کے حقائق یہ ہیں کہ مدعیان نمبر 1 تا 10 (جو مرحوم شاہ بخت روان کی والدہ اور بچے ہیں) نے 1925 کے وراثت کے ایکٹ کے سیکشن 372 کے تحت ایک درخواست دی، جس میں یہ کہا گیا کہ مرحوم شاہ بخت روان، مدعا نمبر 1 کی بیٹا اور باقی مدعیان نمبر 2 تا 10 کے والد تھے، اس لئے وہ اپنے والد کے اکاؤنٹ میں موجود رقم کے متعلق اپنے حصے کے لیے وراثت سرٹیفکیٹ کے لیے سوات کے سینیئر سول جج / نگران جج سے درخواست کر رہے تھے۔ درخواست میں یہ خاص طور پر کہا گیا کہ چونکہ محترمہ مسرت بی بی مرحومہ کی دوسری بیوی تھیں اور انہیں مرحوم شوہر نے اپنی زندگی میں 27 اگست 2018 کو طلاق دے دی تھی، اس لئے وہ مرحوم کی قانونی وارث نہیں ہیں۔ چونکہ درخواست گزار، محترمہ مسرت (جو شاہ بخت روان کی بیوہ تھیں) کو مذکورہ درخواست میں فریق نہیں بنایا گیا تھا، اس لئے انہوں نے 15 دسمبر 2018 کو اپنی درخواست دی کہ انہیں فریق بنایا جائے، اس بنیاد پر کہ جب مرحوم کی وراثت کھولی جارہی تھی تو وہ اس کی بیوہ تھیں، جس پر مدعیان نمبر 1 تا 10 نے اپنی تحریری جواب کے ذریعے ان کے بیوہ ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ مرحوم نے اپنے شوہر کی موت سے قبل انہیں طلاق دے دی تھی، اس لئے اس کیس میں تین مسائل قائم کیے گئے جن میں سے دوسرا مسئلہ فریقین کے درمیان تنازعہ کا نقطہ تھا۔ اس کے بعد، مدعی نمبر 1، عزیز احمد نے گواہ نمبر 1 کے طور پر، فضل محمود گواہ نمبر 2 کے طور پر، محمد فاروق گواہ نمبر 3 کے طور پر، محمد ہارون گواہ نمبر 4 کے طور پر اور شجاعت علی گواہ نمبر 5 کے طور پر گواہی دی، جب کہ درخواست گزار خود گواہ نمبر 1 کے طور پر پیش ہوئیں۔ اس کے بعد سوات کے سینیئر سول جج نے 24 جنوری 2020 کے اپنے حکم میں کہا کہ درخواست گزاروں نمبر 2 تا 11 اور مدعیان نمبر 2 اور 3 کو وراثت سرٹیفکیٹ کے لیے مستحق قرار دیا گیا، لیکن درخواست گزار کو مرحوم شاہ بخت روان کی وراثت کے حوالے سے سرٹیفکیٹ میں شامل نہ کرنے کا حکم دیا۔

درخواست گزار نے اس حکم اور فیصلے پر اعتراض کیا اور اپیل دائر کی جسے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج-IV / ازافی ضلعی قاضی سوات نے 13 نومبر 2020 کو مسترد کر دیا۔ درخواست گزار نے اب ان دونوں عدالتوں کے فیصلوں کو اس عدالت میں اس درخواست کے ذریعے چیلنج کیا ہے۔

فریقین کے وکلا کے دلائل سنے گئے اور ریکارڈ کو ان کی معاونت سے جائزہ لیا گیا۔ یہ بات نوٹ کرنا ضروری ہے کہ اس کیس میں جو طلاق کا معاملہ ہے وہ "شفہی" (زبانی) نہیں بلکہ "تحریری" شکل میں ہے، جو مبینہ طور پر درخواست گزار کو ڈاک کے ذریعے بھیجی گئی تھی۔ یہ بھی اہم بات ہے کہ فریقین کا پیش رو مرحوم شاہ بخت روان معذوری کے مرض کا شکار تھا جب طلاق کا اقدام کیا گیا تھا، جو اس کی موت سے دو سال قبل تھا۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ جب درخواست گزار کو طلاق دی گئی تھی، تو مدعیان نے کہا کہ 27 اگست 2018 کو طلاق کا اقدام کیا گیا اور مرحوم 3 اکتوبر 2018 کو وفات پا گئے، یعنی طلاق کی تاریخ سے 37 دن بعد (27 اگست 2018 سے 3 اکتوبر 2018 تک)۔ ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرحوم شاہ بخت روان کے معذور ہونے کی حقیقت تسلیم کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا کہ وہ پچھلے دو سال سے اس حالت میں تھا۔ طلاق نامہ کی عبارت میں کہا گیا کہ درخواست گزار نے ان کی خدمت کی۔ لہذا، یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان کی بیماری شدید مرحلے پر پہنچ چکی تھی اور مرحوم موت کے قریب تھے۔ اس کے بعد ہم اس مسئلے پر آئیں گے کہ اگر طلاق بیماری کی حالت میں اور موت کے قریب دی جائے، تو اس کا کیا اثر پڑے گا؟ اسلامی قانون کے مطابق اگر طلاق "طلاق رجعی" (احسن یا حسن) کی حالت میں ہو اور شوہر کی موت اس کی عدت کے دوران ہو، تو بیوہ کو وراثت میں حصہ ملے گا۔ اگر طلاق "طلاق بدعت" (تین طلاقوں والی) ہو اور شوہر کی موت عدت کے ختم ہونے سے پہلے ہو، تو اس بیوہ کو بھی وراثت میں حصہ ملے گا، بشرطیکہ اس طلاق کو موت کے بستر پر نہ دیا گیا ہو۔ اس کیس میں طلاق بدعت کے ذریعے دی گئی تھی اور مرحوم کی بیماری کا اثر اس پر پڑا تھا، اس لیے درخواست گزار کو وراثت کا حصہ ملے گا۔ درخواست گزار کی بیوہ ہونے کی حیثیت سے اسے اس کے مرحوم شوہر کی وراثت میں حصہ ملنا چاہیے کیونکہ طلاق ابھی قانونی طور پر مکمل نہیں ہوئی تھی جب تک اس کے شوہر کی موت نہ ہو گئی[8]

تجزیہ:Analysis

اس کیس میں بنیادی نکتہ یہ تھا کہ آیا محترمہ مسرت، جو کہ مرحوم شاہ بخت روان کی بیوی تھیں، اپنے شوہر کی وراثت میں حق دار ہیں یا نہیں، جبکہ مدعا علیہان نے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ انہیں زندگی میں ہی طلاق دے دی گئی تھی، لہٰذا وہ قانونی وارث نہیں رہیں۔ عدالت نے تفصیلی جائزہ لینے کے بعد درج ذیل نکات پر فیصلہ دیا:

مدعاعلیہان نے مؤقف اختیار کیا کہ محترمہ مسرت کو 27 اگست 2018 کو تحریری طلاق دی گئی تھی، جبکہ شاہ بخت روان کا انتقال 3 اکتوبر 2018 کو ہوا، یعنی 37 دن بعد۔ طلاق تحریری طور پر دی گئی تھی، اور اس کا بنیادی ثبوت ایک تحریری طلاق نامہ تھا۔ عدالت نے تسلیم کیا کہ شاہ بخت روان معذوری اور شدید بیماری کی حالت میں تھا اور موت کے قریب تھا جب طلاق دی گئی۔ اسلامی قانون کے مطابق، اگر شوہر بیماری کی حالت میں طلاق دیتا ہے اور اس کی موت عدت کے دوران ہو جاتی ہے، تو بیوی کو وراثت میں حصہ ملتا ہے۔ عدالت نے طلاق نامہ کے گواہوں اور اس کے تصدیقی عمل پر سوال اٹھایا، کیونکہ نوٹری پبلک یا تحریر کرنے والے افراد نے مرحوم کو ذاتی طور پر نہیں جانا تھا۔ مرحوم کی شناخت آزاد اور غیر جانبدار گواہوں کے ذریعے تصدیق شدہ نہیں تھی۔ اسلامی قانون کے مطابق، اگر طلاق رجعی ہو اور شوہر عدت کے دوران وفات پا جائے، تو بیوہ کو وراثت میں حصہ ملے گا۔ اگر طلاق بدعت (تین طلاقوں پر مشتمل) ہو، اور شوہر عدت کے دوران فوت ہو جائے، تو بھی بیوہ کو وراثت کا حق حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ طلاق موت کے بستر پر دی گئی ہو۔ عدالت نے طلاق کو متنازع اور نامکمل قرار دیتے ہوئے محترمہ مسرت کو ان کے مرحوم شوہر کی بیوہ مانا اور انہیں وراثت میں حصہ دار قرار دیا۔ ہائی کورٹ نے ماتحت عدالتوں کے فیصلے کالعدم قرار دیے، محترمہ مسرت کو ان کے مرحوم شوہر کی وراثت میں شرعی حصہ دینے کا حکم دیا اور ٹرائل کورٹ کو ہدایت دی کہ وہ نیا وراثتی سرٹیفکیٹ جاری کرے۔ یہ فیصلہ اس اصول کو مزید مضبوط کرتا ہے کہ اگر طلاق شوہر کی زندگی میں عدت مکمل ہونے سے پہلے دی گئی ہو، اور شوہر فوت ہو جائے، تو بیوہ کو وراثت میں حصہ ملے گا۔

قانونی پس منظر (Legal Background)

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 4 یتیم پوتے کی وراثت سے متعلقہ ہے جس میں یتیم پوتے کی وراثت کا قانون درج ذیل الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

Section 4: In the event of the death of any son or
Opening of daughter of the propositus before the
succession, the children of such son or daughter, if any
the succession opens, shall per strips living at the time
son or receive a she equalant to the share which such
daughter, as the case may be would had received if alive[9]

دفعہ 4 کا تجزیہ:

اس دفعہ میں بیان کردہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ یتیم پوتے پوتیاں، نواسے اور نواسیاں اپنے دادا/ نانا کے ترکہ میں سے مطابق میراث کے حقدار ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ صلبی اولاد (بیٹے بیٹیاں) ہوں، اس شخص کی زندگی میں ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ (مرحوم) اپنے پیچھے اولاد (بیٹے بیٹیاں) چھوڑ جاتا ہے، جو عرف میں یتیم کہلاتے ہیں۔ یہ بچے اپنے دادا نانا کے مال کے وارث ہوں گے۔ جب بھی دادا یا نانا کا انتقال ہو گا، ان کو دادا نانا کے ترکہ میں سے میراث ملے گی، جس کی مقدار کا معیار ان کے مرحوم والد یا والدہ کا حصہ ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو جتنی میراث کے وہ مستحق ہوتے، وہی میراث اب ان بچوں کو ملے گی، اگرچہ ان بچوں کا چچا اور پھوپھی یا ماموں اور خالہ زندہ ہوں۔ خلاصہ یہ کہ یتیم پوتے نواسے دادا/نانا کے ترکہ میں مطلقا میراث کے حقدار ہیں۔[10]

سیکشن 4 سے ظاہر ہونے والی صورتیں:

دفعہ 4 وراثت کو درست تسلیم کرنے کی صورت میں حکم کے اعتبار تین صورتیں پیش آتی ہے۔

پہلی صورت: یتیم پوتا داد کا وارث بن جائے جبکہ اس کا چاچا یعنی دادا کا بیٹا موجود ہو۔

اسلامی نقطہ نظر (Islamic Perspective)

توضیح: اگر فرض کر لیا جائے کہ دادا کی وفات کے وقت ایک یتیم پوتا اور ایک صلبی بیٹا موجود ہیں، تو عائلی قوانین کی دفعہ ۴ کی رو سے یتیم پوتے کو دادا کے مال میں سے آدھا حصہ مل جائے گا، اور بقیہ آدھا دادا کے صلبی بیٹے کو مل جائے گا۔ جبکہ شریعت مطہرہ کی رو سے سارا مال یا ترکہ بیٹے کو ملے گا، پوتے کو کچھ نہیں ملے گا۔ ظاہر ہے کہ دونوں احکام ایک دوسرے سے بالکل متصادم ہیں۔ بہر حال شرعی حکم کی بنیاد اور دلیل قرآنی نصوص، احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور اجماع امت ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہیں

احکام میراث کا مشہور قاعدہ:

قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار محروم ہوتے ہیں"۔"

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن وسنت میں صراحت مذکور دو اصولوں پر ہے

1: میراث کا دارو مدار رشتے کے لحاظ سے اقربیت پر ہے

2: استحقاق وراثت میں "حجب" کا قانون جاری ہے

پہلی اصل حسب ذیل نصوص (آیات واحادیث) میں بیان ہوا ہے

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مفروضا[11]

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا[12]

ان دونوں آیات کریمہ میں لفظ "الا قربون" میں میراث کی علت کی تصریح ہے، کہ رشتے میں اقربیت ہے،

امام قرطبی پہلی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

قال علماؤنا: في هذه الآية فوائد ثلاث إحداها: بيان عِلَّةِ الميراث، وهي القرابة[13]

ہمارے علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں تین فائدے ہیں، پہلا یہ کہ علت میراث کا بیان، کہ وہ قرابت ہے۔

اس علت کی عملی تطبیق یوں کی گئی ہے کہ وراثت قرابت کے بنیاد پر ملتی ہے

قرآن مجید میں جن رشتہ داروں یعنی ذوی الفروض کے حصے مقرر کیے ہیں، ان سے بچنے والا مال عصبات میں تقسیم ہو گا، تو جو رشتہ دار جتنا زیادہ قریب ہو گا، وہ پہلے مستحق ہو گا۔ حدیث نبوی ﷺ میں قطعیت کے ساتھ اس اصول کو بیان کیا گیا ہے

وعن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الحقوا الفرائض بأهلها، فما بقي فهو لأَوْلى رجلٍ ذَكَرٍ[14]

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن مجید کے مقرر کردہ حصے اصحاب فرائض کو دے دو پھر جو باقی رہے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد رشتہ دار کو دیا جائے۔"

یہ حدیث شریف اکثر کتب حدیث میں مذکور ہے، اس لحاظ سے متواتر معنوی کی حیثیت رکھتی ہے، جبکہ اس کے مضمون پر امت کا اجماع ہے، بشمول ان لوگوں کے جو پوتے نواسے کو دادا کے وارث قرار دیتے ہیں۔ اس لیے کہ دیگر رشتہ داروں کے حوالے سے اس حدیث پر عمل ہے۔ گویا اس حدیث کے حوالے سے تواتر عملی بھی موجود ہے[15]

اس حدیث میں یہ اصول بیان کیا گیاہے کہ میت کے ترکہ میں سے اصحاب الفرائض سے بچنے والامال عصبات کو الاقرب فالاقرب کے اصول سے تقسیم ہو گا۔ یعنی اقرب کی موجودگی میں ابعد محروم ہو جائے گا لأَوْلی رجلٍ ذَکَرٍ کے الفاظ اس معنی پر دلالت کرنے میں واضح ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام نووی کے حوالے اس حدیث نبوی کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قال النووي: أجمعوا على أن الذي يبقى بعد الفروض للعَصَبة، يُقدَّمُ الأقربُ فالأقربُ، فلا يرث عاصب بعيد مع عاصب قريب[16]

دوسری اصل وراثت میں "حجب" کا قانون جاری ہے۔

لغت میں حجب کا معنی ہے "چھپاتا" علم میراث میں "حجب" کا مفہوم یہ ہے کہ قریب رشتہ دار کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار محروم ہوتے ہیں۔ جس کی دو صورتیں ہیں، ایک رشتہ دار کی وجہ سے دوسرے رشتہ دار کا حصہ کم ہو جائے، اس کو حجب نقصان کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے، کہ ایک رشتہ دار کی وجہ سے دوسرے ہو جائے، اس کو حجب نقصان کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے، کہ ایک رشتہ دار کی وجہ سے دوسرا رشتہ دار بالکل محروم ہو جائے، اس کو حجب حرمان کہا جاتا ہے۔ حجب کا قاعدہ قرآن وحدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیات المواریث میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، صاحب الدر المختار نے حجب کے احکام کو حسب ذیل عبارت میں بیان کیا ہے۔

ثم شرع في الحجب فقال: (ولا يُحرَمُ سِهامٌ) من الورثة (بِحالٍ) ألبتة: الأب والأم والابن والبنت، أي الأبوان والولدان، (والزوجان) وفريقٌ يرثون في حالٍ،.

ويُحجبون حجبَ الحرمان في حالٍ أخرى، وهم غير هؤلاء السنة سواء كانوا عصبات أو ذوي فروض وهو مبنيّ على أصلين حدهما:. لما مرّ أنه يُقدَّم الأقرب

أن الأقرب يحجب الأبعد، فالأقرب، سواء اتفقا في السبب أم لا والثاني: أن من أدلى بشخص لا يرث معه، كابن الابن لا يرث مع الابن ويختص حجب النقصان بخمسة: الأم، والبنت، وبنت الابن، والأخت للأب، والزوجان[17]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ چھ رشتہ دار کسی حالت میں مجحوب (محروم) نہیں ہوتے، ماں باپ، بیٹا، بیٹی اور میاں بیوی، کچھ رشتہ دار ایک حالت میں وارث ہوتے ہیں، اور دوسری حالت میں حجب

حرمان کے ساتھ محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ مذکورچھ کے علاوہ رشتہ دار ہیں۔ خواہ ذوی الفروض ہوں یا عصبات اور یہ دو قاعدوں پر مبنی ہے۔ پہلا قاعدہ: قریبی رشتہ دار اپنے علاوہ بعید کے رشتہ داروں کو محروم کر دیتے ہیں۔ دوسرا قاعدہ: بالواسطہ رشتہ دار اس واسطے کے ہوتے ہوئے وارث نہیں بنتا، جیسے بیٹے کا بیٹا "پوتا"، بیٹے کے ساتھ۔ حجب نقصان پانچ رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہے۔ ماں، پوتی علاتی بہن اور میاں بیوی۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قانون حجب کی رو سے جہاں بیٹے کی موجودگی میں پوتے محجوب "محروم" ہوتے ہیں وہاں دیگر رشتہ دار بھی دوسرے قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

جن میں سے چند ایک مثالیں حسب ذیل ہیں

ماں کی موجودگی میں جدات (دادی / نانی) بالاتفاق محجوب ہوتی ہیں۔

والد بھائیوں اور بہنوں کو محجوب بتاتا ہے۔

بھائی اور بہن ماں کو ثلث سے سدس تک محجوب بناتا ہے۔

بیٹے ہوتے اور والد سگے بھائیوں کو محجوب بناتے ہیں۔

اخیافی (ماں شریک) بھائی اولاد، پوتوں، نواسوں والد اور دادا کے ساتھ بالاتفاق محجوب ہوتے ہیں۔

حاصل یہ ہوا کہ نصوص شرعیہ سے ثابت ہے کہ احکام میراث کا دار مدار اقربیت پر ہے، اور یہ کہ احکام میراث میں حجب حرمان "و حجب نقصان کا اصول جاری ہے، چنانچہ قریب کی موجودگی میں بعید محروم ہوتا ہے[18]

اسلامی نظریاتی کونسل نے 1980ء اور 2006ء کی رپورٹس میں یہ موقف اختیار کیا کہ یتیم پوتے یا نواسے کے لیے وصیتِ واجبہ کے اصول کو برقرار رکھا جائے، تاہم اسے 'وراثت' نہیں بلکہ 'وصیت' کی نوعیت میں رکھا جائے۔ یوں قانون اور شریعت کے درمیان ایک متوازن راستہ اختیار کرنے کی سفارش کی گئی۔

تحقیق کے نتائج

- مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 4 کا نفاذ یتیم پوتوں اور نواسوں کے معاشی تحفظ کے لیے کیا گیا، مگر یہ اسلامی اصول وراثت سے ہم آہنگ نہیں۔

- وفاقی شرعی عدالت نے دفعہ 4 کو قرآن و سنت کے منافی قرار دیا، لیکن سپریم کورٹ میں اپیل زیرِ التواء ہونے کے باعث یہ قانون تاحال نافذ العمل ہے۔
- پاکستانی عدالتیں آئینی تقاضوں کے تحت دفعہ 4 پر عمل کرنے کی پابند ہیں، خواہ اس کی شرعی حیثیت متنازع ہو۔
- اگرچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے وراثت کے مسائل کے حل کے لیے متعدد سفارشات پیش کیں، لیکن ان پر عمل درآمد محدود اور جزوی نوعیت کا رہا ہے۔
- 2017ء تا 2023ء کے دوران مختلف ہائی کورٹس کے وراثت سے متعلق فیصلوں میں تضادات دیکھنے کو ملے بعض عدالتوں نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلے دیے، جبکہ بعض نے قانونی پیچیدگیوں کو بنیاد بنایا۔
- تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ وراثت کے معاملے میں پاکستان کو شریعت اور قانون کے درمیان ہم آہنگی کے لیے جامع اصلاحات کی ضرورت ہے۔

سفارشات(Recommendation)

- مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961، دفعہ 4 کے تحت اگر کسی بیٹے یا بیٹی کا انتقال والدین کی زندگی میں ہو جائے، تو ان کے بچے (یعنی نواسے یا نواسی) دادا یا دادی کی وراثت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ان کا حصہ اس طرح تقسیم ہو گا جیسے ان کے والد یا والدہ زندہ ہوتے۔
- یہ حصہ صرف مرحوم بیٹے یا بیٹی کے بچوں کے لیے ہے۔دوسرے ورثاء جیسے بیٹے کی بیوہ یا دوسرے رشتہ دار اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔
- قانون (دفعہ 4) صرف ریاستی سطح پر نافذ ہے، لیکن اسلامی اصولوں کے مطابق اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔
- شریعت میں نواسہ یا نواسی براہِ راست اپنے نانا کی وراثت میں شامل نہیں ہوتے، جب تک کہ والد یا والدہ زندہ نہ ہوں۔
- عدالتیں دفعہ 4 کے تحت نواسے نواسی کو حصہ دے سکتی ہیں، لیکن بیٹے کی بیوہ یا دیگر رشتہ دار اس سے مستفید نہیں ہو سکتے۔اگر کوئی تنازع ہو تو سپریم کورٹ یا شرعی عدالت میں رجوع کیا جا سکتا

ہے۔

- دفعہ 4 کو 2000ء میں شریعت کے خلاف قرار دیا گیا، لیکن سپریم کورٹ میں اپیل زیر سماعت ہونے کی وجہ سے یہ قانون مؤثر رہا۔

حوالہ جات وحواشی:

---

[1] محمد طاہر، ڈاکٹر، عائلی قوانین اور پاکستانی سیاست، جنگ پبلشر آغا خان روڈ لاہور 1999، ص44،39

Muhammad Tahir, Dr., *Family Laws and Pakistani Politics*, Jang Publishers, Aga Khan Road, Lahore, 1999, pp. 39, 44-

[2] اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپوٹ2014-2013، ص430

Islamic Ideological Council, *Annual Report 2013-2014*, pp. 430, 431, 433, 437-

[3] 2017 سی ایل سی 1331 [پشاور (بنوں بنچ)]

2017 CLC 1331 -[Peshawar (Bannu Bench)]

[4] پی ایل ڈی 2000 ایف ایس سی۔1

PLD 2000 FSC 1-

[5] سورۃ النساء:11-12

Surah An-Nisa, Verses 11, 12

[6] پی ایل ڈی 2023 پشاور6

PLD 2023peshawer 6

[7] سورہ النساء، آیات 11-12، 176

Surah An-Nisa, Verses 11, 12, 176-

[8] PLD 2023 Peshawar 88

PLD 2023 peshawar 88

[9] ایضا،ص431

Ibid page 431

[10] اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپوٹ2014-2013، ص433

[11] سورۃ النساء آیت7

Surah An-Nisa, Verses 7

[12] سورۃ النساء آیت33

Surah An-Nisa, Verses 33

[13] القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الجامع لی احکام القرآن، مصری خانہ کتب، قاہرہ:1384ھ،4/5

Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad ibn Ahmad, *Al-Jami' li Ahkam al-Quran*, Masri Khana Kutub, Cairo, 1384 AH, Vol. 4, pp. 5-

[14] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح کتاب واجبات، والد اور والدہ کی طرف سے بچے کی میراث کا باب، دار توقۃ النجات، 1422ھ ، حدیث نمبر6732

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *Sahih al-Jami' Kitab al-Wajibat, Chapter on Child's Inheritance from Father and Mother*, Dar Taqwa al-Najat, 1422 AH, Hadith No. 6732-

[15] ولی حسن، مفتی، عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں، مکتبہ رحمانیہ، لاہور2010، ص37

Wali Hasan, Mufti, *Family Laws in the Light of Shariah*, Maktaba Rehmania, Lahore, 2010, p. 73-

[16] عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، دار المعرفہ بیروت،1379، ص12/13

Asqalani, Shahab al-Din Ahmad ibn Ali ibn Hajar, *Fath al-Bari*, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1379 AH, pp. 12/13

[17] ابن عابدین، سید محمد امین بن عابدین الشامی، ارد المختار علی الدر المختار (دار الفکر، بیروت،1412ھ ص6/780

Ibn Abidin, Syed Muhammad Amin ibn Abidin al-Shami, *Radd al-Muhtar ala al-Durr al-Mukhtar*, Dar al-Fikr, Beirut, 1412 AH, pp. 6/780-

[18] اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپوٹ2014-2013، ص437

Islamic Ideological Council, *Annual Report 2013-2014*, p.437